



جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۲

# پندرہ روزہ لکھنؤ تعمیر حیات

شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سالانہ سات روپے  
ششماہی چار روپے  
فنی کاپی ۳۰ پیسے

چندہ مالک غیرے (بحری ڈاک) ۱۳ پیسے

۱۱ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ذی کے منزلیں سے تعلق

سید محمد الحسینی

اگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کے پیروں میں ۱۹ سال کے اس طویل سفر سے چھلے اور آجے پڑ گئے ہیں، اگر ہمارا دل ہولناک مفادات حکومت کی برسرِ لوہی اور فخر پرست غلامی کی زبان کی وجہ سے جوڑ چور ہے، اگر اقتصاد کی پریشانی اور مصائب کی حالی نے ہماری پرسکون زندگی کو درہم برہم اور ہمارے فیصلہ و ہمت کو کمزور کر دیا ہے، اگر ہمارے ادب پر شکستہ دلی، پست ہمتی، مایوسی، خوف اور بے یقینی کا سایہ ہے تو یہ وہ کمزوری سزا یا آزمائش ہے جو منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ضرور پیش آتی ہے اور اسی پر کامیابی و ناکامی کا دار و مدار اور قبولیت و ناپسندیدگی کا انحصار ہوتا ہے۔

و لنبلونکم لبتی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال اور ہم ضرور آزمائش گے تم کو کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں و جانوں اور والا نفسی و الشجرات و لشجر الصابون۔ سبیلوں کی کمی سے، اور بشارت و بجھے مبر کرنے والوں کو۔ لیکن اس کمزوری آزمائش کا معرہ ان کے لئے مخصوص ہے جو اس کمزوری و غیر اختیار آزمائش کے ساتھ مبر کی صفات کے بھی حامل ہوں گے، مجبوری کا مبر نہیں اختیار کا مبر، غیر اختیاری قربانی نہیں، اختیاری قربانی۔

اس اختیاری مبر کے معنی ہیں، امت کے بڑے مفاد کے لئے اپنے ذاتی فائدہ کی جامعیت اور علاقائی مفادات کی قربانی، صلاحیت قدرت اور استحقاق کے باوجود امت اسلامی کے عمومی مفاد کے لئے اپنی اہمیت اور اپنے وجود سے چشم پوشی اور اپنی خواہشات کی سرکوبی! اسی سورت کے لئے قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

واعصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا اور مضبوط پکڑ لو اللہ کا رکھو اور متفرق نہ ہو۔ اختیار کی قربانی یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال اور گھر بار کا غم و غم کو کم کر کے اپنے جج شدہ سسرالیہ اور اپنی کثیر آمدنی کا بڑا حصہ اللہ کے راستے میں بے دریغ اور نیا ناز صرف کیا جائے، اور وقت ضرورت پر نقد جان پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا جائے، اس کیلئے بھی قرآن مجید نے ہمیں بکثرت اور تاکید کے ساتھ ہدایت دی ہیں۔

وجاہدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے لئے۔ ہندوستانی مسلمان انیس سال کے دشوار ترین اور مختلف آزمائشوں سے گزرتے کے بعد اب جس منزل میں داخل ہو رہے ہیں وہ بلاشبہ نازک ترین منزل ہے اور اس میں اگر کسی لغزش، کوتاہی، بیہوشی اور عاجلانہ فیصلہ پوری امت کے حق میں مہلک ثابت ہو سکتا ہے، اسوقت ان کو صحیح رہنمائی اور وفات مراحت اور جرات کا جتنی ضرورت ہے اتنی پہلے نہیں تھی، یہ منزل سے ہلکار ہونے کا وقت ہے، اسوقت اگر سمت خدا نخواستہ غلط ہو گئی تو اس مقصود سمی ہاتھ نہ آئیگا اور جتنا زمانہ گزرنا چاہئے گا منزل اسی قدر دور ہوتی جائے گی۔

پرگز نہ رہا بکسبہ اے اعسر البی  
کیں راہ کہ تو حاروی بیترکستان آت

لیکن مقام شکر ہے کہ اس نئی منزل کے لئے کتاب اللہ کی ہدایت اور تکمل رہنمائی واضح الفاظ اور جمل مسرت میں موجود ہے اور وہ یہ ہے واعصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا اور۔ وجاہدوا باموالکم و انفسکم۔ یہ مجلس مشاورت، جمعیت العلماء مذاہبہ کا گھر میں مسلمانوں کا فیصلہ و مشورہ نہیں یہ اس کتاب اللہ کا فیصلہ ہے جس کے تعلق کہا گیا ہے۔

کایا تیبہ الباطل  
مت بین سیدہ  
ذات خلیفہ تنزیل  
من حکیم سعید

یہ دو بندہ، نردہ، فرخ علی، یا مظاہر العلوم  
کافر تھی نہیں جس میں اختلاف اور بحث و تحقیق کی  
پوری گنجائش ہے، یہ خدا کے اس قانون کی شہادت تھی  
کافر تھی اور حکم ہے جس کے سامنے ساری انسانیت  
اور پوری کائنات سجدہ ریز ہے اور جو دنیا کے ہر دستور و  
قانون اور حکومت و اقتدار سے بالاتر ہے، کہ بلیہ  
لیجنت فی السموات والارض۔

ہر مسلمان کو کسی سیاسی جماعت کی طرف  
داری اور کسی کیسپ میں شمولیت کی ضرورت نہیں، کوئی  
آجیالی سمجھوتہ ہماری نجات کا سامان نہیں کر سکتا،  
اور کوئی یقین دہانی اور وعدہ ہمارے لئے کافی نہیں  
ہمارے لئے صرف ایک یقین دہانی اور وعدہ بہت ہے  
اور وہ اس ارحم الراحمین — حکم کا کلمہ اور ایک یوم الدین  
کی یقین دہانی اور وعدہ ہے جس کے تشہد قدرت میں  
ہر ملک کا تخت و تاج اور ہر قوم کا زوال و انقالب ہے  
ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اس لئے اور  
اہم موڑ میں حقیقی اور انقلابی آفرین پیام صرف ایک  
ہے اور صرف اگے اس کی تقدیر وابستہ ہے۔

۱- ذاتی اور جماعتی مفاد کو قربان کر کے مسلمانوں  
کے عمومی مفاد اور سواد اعظم کی بہنالی۔

۲- ملت کے اہم شہروں، خدمتوں اور ضرورتوں کی  
تعمیر کے لئے مال کی بے دریغ قربانی۔

ذاتی اور جماعتی قربانی کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم  
اپنی ان آنکھوں سے صاف صاف دیکھتے اور اپنے جوش  
مست سے اچھی طرح یہ محسوس کر لیں کہ مسلمانوں کی  
اکثریت اپنے متواتر اور کھلے ہوئے تجربوں کی روشنی  
میں ایک نئی راہ عمل اختیار کرنے پر آمادہ ہے۔ تو ہم  
کو اپنی ہدایات اور تاریخ اور اپنے جذبات و ملیات  
کو ملت کے اسماء اور متواتر مفاد پر دل پر تھپہ رکھ کر  
قربان کر دینا چاہیے۔

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر ہمارا دل اس  
پر گہرا ہے کہ آج ہندوستانی مسلمانوں کا رخ  
بالکل ہے، ان کا لب و لہجہ، ان کے سونے کا انداز  
ان کے بیروان کے عزائم سب ایک خاص طرز پر کام  
کر رہے ہیں اور وہ متحد ہو کر نئے مسائل کے لئے ایک نیا

طریقہ کار اپنانا اور آزمانا چاہتے ہیں تو محض اس  
لئے کہ ہماری زبان و دل کی رقیق نہیں، یا ہمارا عمل  
ہمارا رویہ اور ہمارا مسلک اور ہماری تاریخ اس سے  
مختلف ہے، یہیں اس بڑے جوشے رجحان اور ملت  
کے سواد اعظم کے کنارہ کشی اختیار کرنا یا اس کے خلاف  
صف آرا، جو ناکسی طرح جائز نہیں۔

یہ سوچنا کہ اس جدید دور اور جدید حالات میں ہم  
کو بہر حال اکثریت و اقلیت کے مسئلہ کو سامنے رکھنا  
چوگا اور یہ سمجھنا کہ سیاسی جماعتیں عدوی کثرت  
اور اختلافی سمجھوتہ ہماری قسمت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں  
ہرگز اسلامی نقطہ نظر نہیں، یہ بہت بڑی دینی اور سیاسی  
غلطی اور معمول ہے جس کا خیا زہ ہم کو بارہا بھگتنا پڑا  
مسلمانوں کا اتحاد عمل کسی ملک کسی زمانہ اور کسی معاشرہ

اور کسی سیاسی سرکار آرائی اور صف بندی میں مشروط  
اور مفید یا مفکوک اور مشتتہ اور ناقابل اعتماد  
نہیں رہا، پوری اسلامی تاریخ کے کسی ایک واقعے سے  
بھی خواہ ۱۵۰۰ ایران دور سے متعلق ہو یا یونان  
اسپین سے اس بات کا ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکتا  
کہ مسلمانوں کو اپنی علیحدہ ہجرت قائم کرنے اور متحد  
ہونے سے کوئی آدنی نقصان بھی پہنچا ہو، ہٹانوں  
کے اتحاد عمل سے صرف وہی لوگ ڈر سکتے ہیں جن  
کی اسلامی روح اور دینی حس اور بصیرت پر موجود  
مادہ پرستانہ سیاست اور اس کا محدود مادی نقطہ نظر

اس قدر غالب آچکا ہے کہ وہ اس کے علاوہ کچھ  
سوچنے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

پہلے ایک پلیٹ فارم اور ایک نظام پر جمع تو  
ہو جائیے اس کے بعد بھی اگر کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا ہو  
تو شوق سے شکایت کیجئے۔

مولانا مفتاحی نے اپنی ایک کتاب میں ایک دلچسپ  
طریقہ لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرقا تھے  
جن کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ میں گاشے ہوں، رگاشے کے  
لفظ سے مذرت کے ساتھ (بے ذکاوت کرنا چاہیے  
وہ سمت پریشان رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میں  
گاشے ہوں، آپ لوگ مجھ کو ذبح کیوں نہیں کرتے،

اکیس کروڑ آدمی انہوں نے کھانا پینا بھی چھوڑ  
دیا تھا کہ اب تو آج ہی کل میں ذبح ہونا ہے، کھانا  
پینا کیا، جب وہ بہت دہلے ہو گئے اور ان کا ہمارا  
بڑھنے لگا تو لوگ ان کو ایک عجیب صاحب کے پاس  
لے گئے، عجیب صاحب ذرا سمجھدار آدمی تھے، انہوں  
نے مرقا سے کہا کہ تم ہاشے ہیں تو تم گاشے ہو لیکن

انہی دہلی پتلی گاشے ذبح کر کے ہمارا کیا سبلا ہو گا،  
خوب اچھی طرح سے کھاؤ پیو جب موٹے تازہ ہو جاؤ  
گے تو انشاء اللہ بقر عید میں ہمارے ہی قربانی کریں  
گے، یہ بات مرقا صاحب کے دل کو لگ گئی، شہادت  
کے شوق میں خوب کھانا پینا شروع کی جب صحت  
و صیحت تو مرقا ہی رخصت ہو گیا۔

یہ ایک لطیفہ فرد ہے لیکن آج مسلمانوں کا  
حال بھی کچھ اسی سے ملتا جلتا نظر آ رہا ہے، جو لوگ مسلمانوں  
کے اتحاد سے خائف ہیں یا خواہ مخواہ اپنی کسی غرض  
سے اس کا ہوا کھرا کر لے رہے ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہیے کہ  
اتحاد کے بعد ان کے یہ حضرات اہام اور تخیلات بھی اسی  
طرح غائب ہو جائیں گے جس طرح صحیحہ ہو جانے کے  
بعد اس شخص کا لائیو لیا غائب ہو گیا تھا۔

اگر کچھ لوگ اس کو محض وعظ یا نکتہ آفرینی سمجھتے ہیں  
اور اگر ان کو خدا کے بچے وعدوں اور اسلامی تاریخ کے  
ان روشن تجربوں پر زیادہ یقین نہیں ہے تو ان کی  
خدمت میں ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی قوم اور فرقہ  
کا اتحاد کسی ملک اور معاشرہ اور کسی صورت حال میں کیا  
(بشرطیکہ وہ جارحیت، ظلم اور نفرت سے پاک ہو)  
نا جائز نہیں، اور دنیا کی کوئی خانوئی و جمہوری حکومت  
اس پر پابندی عائد نہیں کر سکتی، اور کوئی دستور اس  
کو غلط قرار نہیں دے سکتا۔

یاد رکھئے کہ اگر ہمارا اندازہ نہیں تو خواہ سیاسی پارٹیاں ہمارے  
حق میں اپنے جھنڈے لپیٹ کر رکھ دیں اور اپنے  
مینی فیسٹو اور منشور کو حب لگا لیں اور ہمارے  
سارے نکات اور مطالبات مان لیں۔

برابر فائدہ نہ ہو گا اور یہ اس لئے کہ یہ اس قانون  
الہی کے خلاف ہو گا جن سے مسلمانوں کی ترقی کیلئے  
صرف ایک راستہ کھلا چھوڑا ہے اور باقی سارے  
راستے ان کے لئے بند کر دیئے ہیں۔

واعظنوا بحبل اللہ  
جمعیاً ولا تفرقوا  
گر وہ بندی نہ کر دو۔

اور اسی طرح اگر ساری سیاسی پارٹیاں بلکہ  
تمام اقوام عالم ہمارے خلاف صف آرا ہو جائیں  
اور اپنا ہر قسم اور ہر طاقت ہم پر آزمائیں تو ہم  
کو ذرا برابر نقصان نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ مشیت الہی  
اور نصیحت خداوندی و اعتصام بحبل اللہ جمیعاً  
کے ساتھ وابستہ ہے و احبل علیہم بحبل اللہ  
دس جگہ اللہ کے ساتھ نہیں۔ بقیہ صفحہ ۱۰

## مولانا محمد یوسف صاحب

# ایمان و یقین اور دعوت میں انہماک

## غیر مطبوعہ سوانح کے چند اوراق

مولانا سید محمد ثانی حسنی مدبر خونا

### اضطراب و بقیاراری

اضطراب و بقیاراری نے مولانا کی  
زندگی کو گھیر لیا تھا، ان کی زبان کھلتی  
تو دینی دعوت، مسلمانوں کی زبانوں میں  
لام کی ضرورت پر کھلتی ان کی آنکھیں ان  
افراد کو تلاش کرتیں جو اپنا عزیز وقت  
دین کے لئے دینے آئے ہوں اسی  
فکر میں سوتے بھی تھے اور جاگتے بھی  
تھے، کوئی جہان آتا تو یہاں تک پاتا چلا  
کے بند کی گفتگو گھنٹوں چلتی، آدمی  
آدمی رات تک اسی میں غلطاں و  
پے چاں رہتے کسی کی بات سنتے تو ایک  
سر و آہ بھر کر اپنی بات کہنے لگتے، اکثر  
بے چین ہو ہو کر تنہائی میں فرماتے  
"ہائے اللہ میں کیا کروں، کبھی فرماتے  
"کاش دنیا کا کوئی حصہ ایسا مل جاتا چہا  
اسلام اپنے صحیح حد و حال کے ساتھ  
نظر آتا۔"

کبھی کبھی لبوں پر سکراہٹ آجاتی  
مگر دل اضطراب و بے کلی سے چور چور  
ہوتا، معلوم ہوتا کہ دل میں ایک آگ  
کا لگی ہے جس نے حضرت مولانا کے  
سارے جذبات و احساسات کو جلا کر رکھ  
دیا ہے، لاذب مصطفیٰ خاں شہینہ  
نے ایسے ہی مردان خدا کے لئے کہا ہو گا  
سے قلعے اندر دل زہر کیے درجہ زہراں شہ  
کہ جہنمی خندہ رب ادا نش پارہ دہا  
بات کرتے کرتے آستین چڑھا لیتے پھر

آتا دیتے، ستوری ستوری دیر لہر  
آہ بھرتے جو درد اثر میں ڈوبی ہوتی  
اضطراب و بے کلی نے ایک سیما جی  
کیفیت پیدا کر دی تھی، جنہوں نے  
قرب سے نہیں دیکھا ان کو سمجھنا مشکل  
ہے اور جنہوں نے دیکھا انہوں نے  
یقین کیا کہ حضرت مولانا اس دور میں  
اللہ کی ایک زبردست نشانی تھے  
انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے صحابہ کرام کے درد کو نہ سمجھنا،  
آسان ہو جاتا تھا۔

صحابی گو نہیں تو نہ تھا صحابی کا  
موسم گرما ہو یا سرد مولانا سفر  
میں تشریف لے جاتے اجتماعات سے  
خطاب کرتے، شہر شہر قریہ تشریف  
تقریریں کرتے اور اضطراب و بے کلی  
میں ڈوب جاتے آواز بیٹھ جاتی،  
زبان جواب دے جاتی، لوگ مولانا  
کی اس صفت اور اضطراب و بیگلی  
کو دیکھ کر ترس کھانے لگتے اور چاہتے  
کہ مولانا خاموش ہو جائیں تو اچھا ہو  
مگر مولانا پر ایک جذب و کیف طاری  
ہوتا جو شش و دلولہ پرے شہاب  
پر ہوتا گھنٹوں بعد تک تقریر کرتے  
طویل دھا کرتے پھر جلیبی گفتگو شروع  
ہو جاتی اور اسی جوش و جذبہ اور اضطراب  
و بے چینی سے بولتے رہتے کہ انہ  
منذ رجیش صبحہم و مساکم  
در معلوم ہوتا تھا کہ کسی لشکر کے خطرے

کا اعلان کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں  
کہ صبح شام سر پر آیا جانا چاہتا ہے۔  
بولتے بولتے آواز بیٹھ جاتی مگر  
مولانا کا طینان نہ ہوتا لوگوں کے خیال  
سے خاموش ہو جاتے مگر دل نہ بھرتا  
ان کے پیش تو گفتگو غم دل ترسیم  
کہ تو آزرہ شوی دہ سخن بسیار است

### ایمان و یقین

حضرت مولانا کی  
سب نماز ادب  
سے بڑی صفت ایمان و یقین اور خدا کے  
وعدوں پر اعتماد تھا اسی اعتماد اور  
یقین و ایمان بالمدن نے درحقیقت اس  
دینی دعوت میں جان ڈالی، حضرت مولانا  
نہ تو کوئی بات بیز اس کے کہتے نہ کوئی  
قدم اس کے بغیر اٹھاتے تھے جب بھی  
گفتگو فرماتے تو پورے عزم و یقین اور  
اعتماد علی اللہ پر فرماتے، سننے والا  
چاہے جتنے ہی تذبذب اور تشکیک کا  
شکار ہو ستوری دیر کے لئے اپنے اندر  
ایمان کی چنگاری محسوس کرتا، جو لوگ  
توجہ اور طلب سے بات کو سنتے وہ اپنے  
اندر ایمان و یقین کی بجلی دوڑتی ہوئی  
محسوس کرتے حضرت مولانا اس طرز  
جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے آخرت  
کے عیش و راحت اور عذاب تکلیف  
کو اس طرح بیان کرتے کہ جیسے سارے  
مشاہد ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں،  
کا نصیب صحابی علیہ دلائل  
اور مشاہدوں سے ان کی حقیقت بیان

کرتے کہ سننے والا خود ان میں کھو جاتا  
اور آٹھ ہشتبار ہو جاتی، حضرت  
حسن بصری صحابہ کرام کے متعلق بیان  
کرتے ہیں۔

صحابہ کرام کے سامنے آخرت  
ایسی رہتی تھی گویا آنکھوں کی بجلی چمک  
ہو۔

اس کی تصدیق مولانا کی زندگی  
ان کے اعمال و اقوال ان کی تقریر  
و گفتگو اور سامعین کے تاثرات سے  
بخوبی ہوتی تھی سننے والوں کی نگاہوں

میں سارا جہاں اور اس کا عیش مکہ  
ہو جاتا تھا اور یہ دنیا و ہم و ظلم کے سوا  
کچھ نظر نہ آتی، یہی وہ یقین کی طاقت  
تھی جس نے بے شمار لوگوں کے دلوں  
کی دنیا براری لاکھوں دل ایمان  
کے جذبہ سے سحر اور تشریفانی دنیار  
کی لذت سے غمور ہو گئے تھے حضرت  
مولانا کے اس یقین و ایمان کی عظمت

نے ہزاروں کو اس طرح کی قربانی  
کی راہ پر لگا دیا کہ عقل و حکمت اور  
مصلحت اس کے سامنے ناکام ہو گئی۔  
اور یہ صرف مولانا کی خطبات

تک محدود نہ تھا بلکہ خود مولانا کی زندگی  
بھی اسی یقین و ایمان کی پیکر تھی  
حضرت مولانا نے دالہ ماجد کی زندگی  
کے بعد ہی اس ایمان و یقین کا مظاہرہ  
کیا اللہ کے وعدوں اور انبیاء و کرام  
کی دہائی ہوئی اطلاعات نچوٹے ایمان و  
یقین رکھتے ہوئے بے جھجک اپنی زندگی  
کی کشتی کو طوفانوں کے سمندر میں  
چھوڑ دیا۔

بے خطر کو بڑا آتش نردوز مشق  
عقل ہے جو کاشائے بنام ابھی  
حضرت مولانا نے جس طرح اس دعوت  
کی خاطر جان و مال اور اوقات کی قربانی  
دی ہے وہ ان کے نچوٹے ایمان و یقین  
کی علامت ہے۔

ایک بار کسی اجتماع میں تشریف  
لے جا رہے تھے اس میں مجھ تک

حضرت مولانا کو ایک لالچی کے پاس جگہ ملی، لالچی نے پوچھا میں جی یہ گاڑی کب کی بنی ہوئی ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا۔

لالچی جب سب گاڑیاں دیکھی ہیں اس کے بنی ہوئی ہے، پھر فرمایا۔ لالچی گاڑی کا بننا بڑھان کیا اصل میں تو انسان کا بننا بڑھانا ہے۔ لالچی نے اس کو تسلیم کیا۔ آگے چل کر لالچی بولے میں جی کہاں جا رہے ہو۔ حضرت مولانا کو اس مقام کا نام معلوم نہ تھا اور یہ کہ اجتماع گاہ کہاں ہے۔

فرمایا مجھ کو معلوم نہیں۔ لالچی اس پر بے ادب ہوئے۔ دو مياں جی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں حضرت مولانا نے یہ سن کر فرمایا۔ ہم کو آپ کو وہ اسٹیشن یاد رکھنا چاہیے جہاں ہم سب کو جانا ہے، یہاں اسٹیشن یاد رہے یا نہ رہے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

حقیقت میں حضرت مولانا کا تین ہی تھا جو دوسروں کو ہر قربانی پر آمادہ کر دیتا تھا، اس دن اس دن میں پر اردوں غیب اور خطبیاں مقرر ہیں ہو جو دونوں کو ہنسا دیتے ہیں اور ہنسنے ہوؤں کو رلا دیتے ہیں لیکن کوئی عملی اقدام نہیں کر سکتے تھے اور ہزاروں میں ایک کو بھی عمل پر نہیں ڈال سکتے، برخلاف حضرت مولانا کے کہ ان کی تقریر کے چند جملوں سے انسان کی زندگی پر اثر پڑنا شروع ہو جاتا تھا اور وہ ہر سبب بانی پر آمادہ ہو جاتا تھا۔

ایک بار حضرت مولانا کی تقریر سے ایک صاحب نے چل کر کہا دیکھا اور حضرت پر رونا ہو گئے، ان کے والد کا خط آیا کہ میرے لڑکے کو کہاں بھیج دیا میں بڑھا ہوں وہ چھوٹا تو گانا اور میری

راحت کا سامان ہیا کرتا، ان کو یہ لکھ کر چین لایا اور خود نظام آئے اور آتے ہی بگڑ گئے کہ میرے لڑکے کو بگاڑ دیا۔ کام کارہا نہ کارج کا، اس کے بعد حضرت مولانا کی تقریر سنی گئی اور پوری تقریر سنی، تقریر سننے ہی میں اثر ہو گئے اور بے ساختہ چل لکھا دیا اور پھر حضرت مولانا کے پیر دبانے گئے اور بولے حضرت مجھ کو شکایت تھی کہ آپ نے میرے لڑکے کو بگاڑ دیا اب تو میں خود بگڑ گیا، حضرت مولانا یہ سن کر ہنسنے لگے۔

قاضی محمد عدیل عباسی صاحب اپنے تازات اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "جس طرح آفتاب عالم کی کی شاخوں سے آنکھیں چکا چونے جاتی ہیں اسی طرح جب میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ علیہ سے دو جا رہا تو اس عظیم و بزرگ انسان کے ساتھ اپنی خیرگی چشم پر مجھے حیرت نہیں ہوئی، حیرت اس بات پر تھی کہ ہمیں سے علماء کی ہوا غلط سننے کا شوق رہا یہ انوکھی باتیں کس کتاب میں لکھی تھیں جو کئی نے آج تک بیان نہیں کیں؟ دعوئے لٹا تو چند اجاب نے سوال کیا کہ یہ حضرت جی کون ہیں؟

میسرے تازہ کار کا یہ عالم تھا کہ میں نے متناہ جواب دیا کہ خبردار اس کی تقریر سننے نہ جانا، بڑا خطرناک انسان ہے اپنے ساتھ بلائی کشش و جاذبیت رکھتا ہے معلوم نہیں کونسا انسان جانتا ہے کہ بس اپنے ساتھ گھمیلے جاتا ہے اور ایک دور ہے پر کھڑا کرتا ہے اور آنکھوں سے دکھلا دیتا ہے کہ حیرت ہے اور یہ ہمہ سب جہد بھی چاہے جاؤ اور نتیجہ یہ ہے کہ اس کی باتیں سنی گئے تو یہ علوہ انداز جو غفلت میں ہم لوگ

اڑا رہے ہیں اور جس کے لئے اتنی محنت کر رہے ہیں وہ سب چھوٹ جاسے گا میری اس جہت پر اس کی مدد سے لوگوں کا اشتیاق بڑھا اور جو گیا اپنے دل میں ایک زبردست شمس ایک گہرا زخم لے کر آیا اسے احساس ہو گیا کہ وہ جس راہ پر چل رہا ہے وہ کسی بولنگ اور خود فراموشانہ ہے یہ تھی سنت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت مولانا کو (جنہیں لوگ ادباً مرت حضرت جی کہتے تھے) نصیب ہوئی تھی، جیسے ہندوستان کے بیشتر علماء اور بعض شاعر کو دیکھئے، ان کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کرنے اور ان کے مواظفہ سننے کا اتفاق ہوا ہے لیکن میں نے اپنی زندگی میں ایسا کوئی شخص نہیں پایا جس سے اس اعلیٰ درجہ کی روحانیت ہو کہ پاس بیٹھنے ہی اپنے اعمال سناں بچھو بن جائیں اور کاٹھے لگیں اور جو روح الی اللہ کا ایک جذبہ پیدا ہو کر خشت الہی طاری ہو جائے اور اپنے نفس کے نزدیک اور بیدار عالیوں سے توبہ کرنے اور راہ مستقیمہ اقیاناً کرنے کا طلب پیدا ہو لے

لے تازات عدیل عباسی (نوائے ملت ۸ اپریل ۱۹۶۵ء)

بقیہ، تشویش و اضطراب (بخاری) اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر حالت اور ہر کام کے پردے میں اللہ کی حکمت کار فرما ہوتی ہے۔ اس پوری کائنات کے نظام کو وہی چلانا ہے اور وہی اس کے اول سے آخر تک سے واقف بھی ہے۔ اور اس میں پیدا ہونے والے تمام واقعات اور حادثے

کو بتانے والا ہے، اس کی ذات ہے جو اس حکمت کے پوشیدہ ماز سے واقف ہے جو اسکی نشاۃ اعداد مادہ کے مطابق ہوتی ہے۔

باقیہ، "تعمیر حیات" میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھانے

"چھٹی قسط"

# قرآن مجید کا علم اخلاق

## رشتہ داروں کے حقوق

لیونٹوے سنگراھی نند دیکھے

ماں باپ اولاد شوہر بیوی کے بعد درجہ بدرجہ رشتہ داروں کے حقوق کا قرآن مجید بار بار تذکرہ فرماتا ہے۔ جس کا نام عربی زبان میں صلہ رحم ہے قرآن مجید کی تعلیمات میں ان حقوق کا بار بار تذکرہ اس بات کی واضح نشانی ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

ذات ذالقرنی حقلہ تو قرابت داروں کو اس (روم - ۴) کا حق ادا کر۔

ذات ذالقرنی حقلہ اور قرابت والے کو اس (اسرائیل - ۲) کا حق ادا کرو

دوسرے جگہ ارشاد فرمایا:

ذاتی المال علی حبلہ دراصل نیکی اس کی ہے جس ذوی القربی نے مال کو اس کی محبت کے (بقرہ - ۲۷) باوجود قرابت والوں پر خرچ کیا۔

تذکرہ بالا آیت سے معلوم ہو کہ مال اور دولت کی محبت اور ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف خدا کی مرضی کے لئے خود تکلیف اٹھا کر قرابت والوں پر خرچ کرنا اصل نیکی ہے۔

والدین کے بعد رشتہ دار ہی مائی امداد کے مستحق ہیں۔ فرمایا:

قل ما انفقتم فائدہ کی جو چیز تم من حنیو خرچ کر دو وہ فللوالدین ماں باپ اور رشتہ والا ترسین، داروں کے لئے۔

(بقرہ - ۲۷) ماں باپ کے بعد رشتہ داروں سے حسن معاملہ خدا کے ان احکام میں ہے جس کا انسان سے عہد لیا گیا ہے۔

۲۲۴  
۳۷۲  
۶

ذوالوالدین (اور نبی اسراہیل سے احسانا ددی عہد لیا گیا کہ خدا ہی کو القربی پوجنا) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔

ایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق والدین کے بعد اس کے رشتہ دار ہی ہیں۔

قل ما انفقتم کہہ دیجئے کہ خاندانہ کی من حنیو جو چیز تم خرچ کر دو فللوالدین تو وہ اپنے ماں باپ والا ترسین رشتہ داروں تیبوں والیبیبی والسمان اور عنہ بیوں کے (بقرہ - ۲۷) لئے۔

اگر کسی رشتہ دار سے کوئی خطا قصور سرزد ہو جائے تو دولت والوں کو زبیا نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد کا ہاتھ روک لیں حضرت صلح بن اثنا کے سلسلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی امداد میں روک فرمائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

دکلا یا تل اولوا اور جو لوگ تم میں بڑائی لفضل منکم اور کنائش دالے ہوں والسعة ان وہ رشتہ داروں اور بیوتوا اولی القربی مما جوں کے دینے کی دالمسکین قسم نہ کھا بیٹھیں۔

(نور - ۲) اللہ کی عبادت اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بعد تیسری منزل رشتہ داروں کے ساتھ نیکی ہے نشہ مایا، واجب اللہ دکلا اور اللہ کی عبادت کرو تشو کوا بید اور کسی چیز کو اس کا ساتھی شئیاً ذوالوالدین نہ بناؤ اور ماں باپ پر

احسانا و بیدی القربی رشتہ داروں کے ساتھ (نساء - ۶) نیکی کرو۔

اور قرآنی تعلیمات کے بعد احادیث نبوی پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے تو بہتر ہے جو حقیقت آیات قرآنی کی تشریح و توحیح ہیں۔

ارشاد فرمایا خدا کی بندگی کرو کسی کو اس کا ساتھی نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو رکوع دو، قرابت کا حق ادا کرو لے

دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔ جو قرابت کا حق ادا کر لے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا لے

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں دست اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ لے

ترجمہ شریف میں ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

اسلام کی تعلیمات میں صلہ رحمی کا کمال یہ نہیں ہے کہ جو شخص بدل کے طور پر صلہ رحمی کا جو صلہ رحمی سے دے بلکہ اصل کمال یہ ہے جو صلہ رحمی کرنا ہوسا کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے۔

یعنی جو قرابت داروں کا حق ادا کرتے ہوں ان کا حق ادا کیا جائے۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب باب فضل صلۃ الرحم لے صحیح بخاری باب اثم الفاظ لے کتاب الادب باب من بطل فی المروت

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

# میزان طوفان علالت باطنی

تاریخ دعوت اسلامی کو اپنے طویل دور میں مختلف قسم کے انجام کا سامنا کرنا پڑا، اس نے ایک طرف قوم نوح، قوم ہود، قوم شیب اور قوم لوط کی تباہی کا منظر بھی دیکھا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی مختصر جماعت کی نجات کا بھی مشاہدہ کیا ہے، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ظالم اور سرکش کو بھی اس دنیا میں ان کے ظلم و سرکش کا مزا چکھاتا ہے۔ ان کا آخری طور پر بدلہ اور ان کی مکمل نجات تو اس کا فیصلہ آخرت میں ہوگا۔

دعوت اسلامی کی تحریک نے فرعون اور اس کے لشکر کی سپائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی نجات کا مشاہدہ کیا ہے، ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام کی قوم حکمران بکر بنی، جب تک وہ صالحہ دونوں دنیاویہ دوسری بات ہے کہ اس قوم نے کافرانہ عقائد کی طرف ترقی نہیں کی اور دنیا ہی میں کوئی نظام حیات برپا کر سکی۔

اسی طرح دعوت اسلامی کی تاریخ نے ان مشرکین کی سپائی کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے بہت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، روگردانی کی نیز زمینیں کی کامیابی اور غلبہ کا مشاہدہ بھی کیا اور دیکھا کہ عقیدہ ایمان ان کے دلوں پر کس طرح مستوی ہو گیا تھا۔ پہلی بالانسانی زندگی میں ایک ایسا مناظرہ حیات سامنے آیا کہ انسانیت نے تو کبھی اس پہلے آشنا رہی اور نہ آشنا ہوگی۔

دعوت الی اللہ کی تاریخ کے ساتھ اصحاب اخذ و کفالت بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی مثالیں ہیں جن کے نقوش تاریخ کے صفحات پر اچھی طرح ثبت نہیں ہیں اور دعوت الی اللہ کی تاریخ میں ہمیشہ ایسی مثالیں سامنے آتی رہی ہیں جو رفتار زمانہ کے ساتھ وابستہ رہیں۔

اصحاب اخذ و کفالت نے جو نوز پیش کیا ہے اس کا جیسے دوسرے نوزوں کی آج ضرورت ہے اور ایسے نوزوں کا بھی ہونا ضروری ہے جس میں زمینیں کی نجات ہو اور نہ ان میں کافرین کی زیادتیوں پر ہواغذہ ہو اور نہ وہ زمینیں جو صاحب دعوت ہیں ان کو محسوس ہو جائے کہ اللہ کے راستے میں بڑھنے کے سلسلے میں کبھی کبھی ان کو اس طرح کے انجام سے بھی دوچار رہنا پڑتا ہے اور ان کے سامنے کفالت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ ان کے سارے معاملات اور عقیدے کی باگ ڈور اور اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے فرض کو انجام دیں اور دنیا سے چلے جائیں، ان کا فرض یہ ہے کہ

وہ اللہ کے راستے کو اختیار کریں اور عقیدہ ایمان کو اپنی دنیوی زندگی پر ترجیح دیں اور ایمان کو فتنہ پر غالب کریں اور اللہ کی باتوں کو اپنے قول و عمل سے سچ کر دکھائیں۔

مسلمانوں نے ایسا کر دکھایا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ اور ان کے دلوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا دیکرے گا، جیسا اپنی دعوت اور اپنے دین کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ان کو اس منزل پر پہنچا دے گا جس سے تاریخ ایمان آشنا ہے یا ان کو ایسی منزل پر پہنچا دے گا جس سے اس کے علاوہ کوئی اور وقت نہیں ان کی حیثیت اللہ کے نزدیک مزدوروں کی ہے۔ کہ اللہ ان سے جہاں اور جس طرح کام لے وہ اس کو انجام دیں اور اپنی معلوم و مشین مزدوری لے لیں ان کے لئے نامناسب ہے۔ اور ان پر اس کی کوئی ذمہ داری ہے کہ دعوت کا کیا انجام ہوگا، کیونکہ یہ کام صاحب ماملہ کا ہے نہ کہ مزدور کا۔

اس سے ایک طرف تو ان کی طمانیت قلب اور بلند شعور حاصل ہوتا ہے اور تصور میں رنگینی اور خوف و تلقین سے آزادی ملتی ہے۔ تو دوسری طرف طمانی میں ان کا ذکر خیر اور تریف ہوتی ہے نیز اس دنیا میں بھی وہ ذکر خیر سے نوازے جاتے ہیں، اس کے بعد پھر سب بڑھکر آخرت میں حساب و کتاب کی آسانی اور برواہی بڑھی جھٹوں سے ان کی نوازش ہوگی ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ جو چیزیں بڑھکر ان کو حاصل ہوگی وہ خدا کا ان سے راضی ہو جانا ہے۔

قرآنی تربیت نے صحابہ کے اندر اتنا عظیم انقلاب برپا کر دیا کہ ان کو اپنی ذات کی ذرہ برابر پرہیز نہیں رہ گیا، اور انہوں نے جو کام بھی کیا اللہ کی رضا کے لئے اور اللہ کی پسند

اور اس کی خوشنودی کو ہر حال اور ہر مقام میں پیش نظر رکھا۔

بنوی تربیت قرآنی بدایات اور اسکی رہنمائی کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں اور نگاہوں کو جنت اور آخرت کی طرف پھیرتا ہے اور زندگی میں بہترین کردار ادا کرنے کا ترغیب دلاتی ہے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمار اور ان کے والدین کو مکہ میں سمیت اذیت اور تکلیف کی حالت میں دیکھتے تھے تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں فرماتے تھے کہ اے آل یاسر صبر کرو، تم لوگوں کا ٹھکانا جنت میں ہے۔

حضرت جابر بن ارت فرماتے ہیں کہ آپ کعبہ کے لئے میں چادر مر کے بیٹھے رکھ کر لیے ہوئے تھے (اس وقت مکہ واسلے بنا وظلم و ستم مسلمانوں پر توڑ پھڑے تھے) کہ ہم نے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے اللہ کی مدد طلب نہیں فرماتے؟ آپ اس ظلم کے خاتمہ کی دعا نہیں کرتے؟ (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز ہوگا، کب یہ مصائب ختم ہوں گے) تو حضور نے یہ سن کر فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے کسی کے لئے گڑھا کھودا جانا، پھر اسے اس گڑھے میں مگر تک گاڑ دیا جاتا، پھر آرا لایا اور اس سے اس کے جسم کو چیرا جاتا، یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جاتے، پھر بھی وہ دین سے نہ پھرتا، اور کسی کے جسم میں لوہے کے کنگھے چھوٹے جاتے جو گوشت سے گذر کر پڑیوں اور ٹپوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا تھے، خدا کی یہ دین غالب ہو کر ہے گا، یہاں تک کہ سوار ہنشاہ (بیت المقدس) حضرت موت تک کا سفر کرے گا اور رہے ہیں اس کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا البتہ جرد ہے کو صرف بیٹوں سے خوف رہے گا کہ کہیں بکری نہ اٹھائے۔

## باد کا کہنے

## قدرت

## حق

مولا ناکہ کعبہ

سیدنا محمد بن حنیف

غیر مطبوعہ کلام کے

چند اور اق

حسراحت کہیں رنج فرسا بن گئی تو کہیں ہرسم جاں فزا بن گئی تو ترے تیر کے پر کا ہے عیش بازو شکستہ دلوں کی صد ابن گئی تو کہیں چوٹ بن کر کیا موم دل کو کہیں سنگ کوہ صفا بن گئی تو بغل گیر ہے سروی سیدھی سادھی ہم آغوش پیدا در دو تان گئی تو بنی نوک نخبہ پر پہلو شگافی دم تیغ پر خون بہا بن گئی تو ننگا ہوں میں بس کر بنی سحر بابل دلوں میں کشش کا مسلا بن گئی تو عنباروں سے اڑ کر بنی تو کدورت مصفا دلوں میں حبلان بن گئی تو کہیں درۃ التاج شامہنشی تو کھٹیس کا سہ لیکر گدا بن گئی تو کسی آنکھ میں جا کے شوخی بنی تو کسی پردگی کی حیا بن گئی تو پھری بانسیازوں میں تو ناز بن کر وفادوستوں میں جفا بن گئی تو سمجھنے کی باتیں نہیں تو ہی جانیں کہ گھر گھر کہاں جا کے کیا بن گئی تو ہدی بن کے اونٹوں کو تو نے چلایا پس قافلہ کو درابن گئی تو چمک ہے سربوں کی تشنہ لبوں کو بڑھوا شوق تو پھر گھٹا بنگئی تو پھری چھانتی خاک آتش بھی تجھ سے گے آب گاہے ہوا ہو گئی تو جسم کو چیرا جاتا، یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جاتے، پھر بھی وہ دین سے نہ پھرتا، اور کسی کے جسم میں لوہے کے کنگھے چھوٹے جاتے جو گوشت سے گذر کر پڑیوں اور ٹپوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا تھے، خدا کی یہ دین غالب ہو کر ہے گا، یہاں تک کہ سوار ہنشاہ (بیت المقدس) حضرت موت تک کا سفر کرے گا اور رہے ہیں اس کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا البتہ جرد ہے کو صرف بیٹوں سے خوف رہے گا کہ کہیں بکری نہ اٹھائے۔

نزلے ترے ڈھب ہیں اے قدرت حق حیا ملی کے دلیں ہے کیا بنگئی تو

# مَدِينَةُ مَدِينَةِ اِسْلَامِ

محریر الاستاذ صالح عبد اللہ سرہی ترجمہ (ادارہ)

بیسویں صدی عیسوی کا آغاز  
 حبشہ میں مسلمانوں کے عہد سلطنت  
 کے زوال کا دور ہے، سب سے پہلا  
 اسلام دشمن بادشاہ جو حبشہ کے  
 تخت سلطنت پر فائز ہوا اس کا  
 نام "مینلیک" تھا، یہ موجودہ  
 صدی کے آغاز میں حکومت کی  
 باگ ڈور کا مالک ہوا اور سب  
 سے پہلے کام جو اس نے انجام دیا  
 وہ پر تھالی نوجوانوں کی مدد سے خرب  
 و جوار کی تمام مسلم ریاستوں پر  
 زبردستی قبضہ کرنا تھا، مینلیک کو  
 برطانیہ اور فرانس کی پشت پناہی  
 بھی حاصل ہو گئی، چنانچہ اس نے ان  
 حکومتوں کی مدد سے اسلام کے  
 حق میں تحریک دو انیاں کیں اور  
 مسلمانوں کا جس طرح خاتمہ کیا  
 ان کو سن کر دل دہل جاتے ہیں۔

**قدرت کی مصلحت**۔ لیکن قدرت  
 دیکھے کہ جب مینلیک مر گیا تو اس کا  
 جانشین "بج ایاسو" ۱۹۱۳ء میں  
 تخت حکومت پر فائز ہوا اور اس نے  
 اسلام قبول کر لیا اور عبادت و  
 ریاضت میں مشغول ہوا، اس کے زمانے  
 میں اسلام کو سر بلند کی اور عزت حاصل  
 ہوئی لیکن عیسائی کلیسا کو یہ بات بہت  
 ناگوار ہوئی اس نے انگلینڈ اور فرانس  
 کی مدد سے بنات کر کے پورے ملک  
 پر قبضہ کر لیا، "بج ایاسو" اپنی

خاک کو سلطنت جوار کر کے ملک بدر ہو گیا  
 جس کا دلی عہد ۱۹۱۹ء میں موجودہ  
 حکمران ہیلہ سلما کی مقرر ہوا۔  
**نیا دور**۔ ہیلہ سلما کے عہد  
 سے اس ملک میں  
 اسلام اور مسلمانوں پر مظالم کی داستان  
 شروع ہوئی، چنانچہ ۱۹۲۱ء میں ہیلہ  
 سلما نے سابق حکمران "بج ایاسو"  
 کو گرفتار کر کے عام پبلک کے سامنے  
 بکرے کی طرح بڑی بے رحمی سے قتل  
 کر دیا، اس کے بعد مسلمان برابر اس کے  
 ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے، اور ان  
 کے خلاف ایسی ایسی ریشہ دوانیاں اور  
 انکو نڈا کرنے کے ایسے طریقے اختیار  
 کئے گئے جس کی مثال تاریخ میں مشکل  
 ہی سے مل سکے گی۔

**آبادی**۔ حبشہ کی کل آبادی  
 ایک کروڑ اسی لاکھ  
 ہے جس میں ایک کروڑ مسلمان ہیں یعنی  
 ۹۰ فیصدی، عیسائیوں کی تعداد ۶۰ لاکھ ہے  
 باقی یہودی اور بت پرست ہیں، اس کے  
 باوجود حکومت محکم طور سے تنہا عیسائیوں  
 کے قبضہ میں ہے، اور کسی مسلمان کے لئے  
 یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ وزیر یا افسر  
 کسی دفتر کا چہرہ ہی ہو سکے، فوج میں  
 کوئی مسلمان سپاہی بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ  
 وہ فوجی افسر یا پولیس افسر کے منصب  
 پر آسکے،

عربی زبان اہل  
 سرکاری تعلیم۔ تعلیمات کا درس

دینا اور سرکار میں محفوظ کرنا بہت بڑا  
 جرم ہے، سرکاری اسکولوں میں  
 ایک مسلمان اساتذ بھی نہیں لگے گا،  
 ان سرکاری اسکولوں میں یہ تعلیم پورے  
 زور اور طاقت سے دی جاتی ہے کہ  
 "نوز بارتہ" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم ایک چرچ ہے تھے انہوں نے  
 صحرا کے پس ماندہ اور غیر مہذب  
 انسانوں کی ایک ٹوٹی بنائی تھی جس کا  
 کام تھا لوٹ کھسوٹ کرنا اور انسانوں  
 کے خون بہانا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بہت سے بادشاہوں پر حملہ کر کے  
 اور ان کو قتل کر کے ان کی بیٹیوں اور  
 عورتوں سے خود شادی کر لی، انہوں  
 نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے یہ  
 جائز قرار دے رکھا تھا کہ وہ جتنی  
 شادیاں کرنا چاہیں کریں، یہ اور  
 اس طرز کے کی بہتان تراشیاں اسلام  
 اور پیغمبر اسلام پر کی جاتی ہیں، اور  
 باقاعدہ اس کا درس دیا جاتا ہے۔

**"کلیسیا کی ڈکیتیر شپ"**  
 حبشہ میں اقتدار اعلیٰ ایک مجلس کے  
 ہاتھ میں ہے، اس کا نام ہے (حبشی)  
 کلیسیا کی مجلس اعلیٰ، جس کا صدر  
 بابا قنبل ہے، یہ مجلس ملک کے باشندوں  
 پر اپنے خصوصی ٹیکس لگاتی ہے جس  
 کا ادکار ہر مسلمان پر فریضہ ہے حبشہ  
 کی مجموعی زمینوں میں سے ہم فیصد پر  
 اس مجلس کا قبضہ ہے، اس مجلس کو  
 حکمران کے محمول کرنے کا پورا حق  
 حاصل ہے، اس نے سابق حکمران۔  
 "بج ایاسو" کو حکومت سے محروم  
 کیا تھا اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے  
 پوری کلیسیائی فوج تیار کی تھی، اس  
 مجلس کے زیر نگرانی ۱۵ ہزار کلیسیا  
 اور بت خانے ہیں، جن کے ذریعہ  
 وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے اور ان  
 کو مرتد کرنے کے منصوبہ کو عملی جامہ  
 پہنایا جاتا ہے۔ بات اس سے بھی

واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت نے تمام  
 دینی اداروں کو بند کر کے اور مسلمان  
 اساتذہ کو نکال کر ان اداروں کو غیر  
 مشن کامرکز قرار دے دیا ہے۔  
 موجودہ قانون کی رو سے حبشہ میں  
 اسلامی اور عربی لٹریچر کا داخلہ جرم  
 ہے، اور مسلمانوں کے کسی بھی وفد کو یہاں  
 آنے کی اجازت نہیں ہے، مسلمانوں پر  
 بے پناہ ٹیکس کا بار لاد کر ان کی جائیدادوں  
 کو سختی سے ضبط کر لیا جاتا ہے، اور  
 ہر طرح کی ملازمت سے ان کو محروم کر کے  
 ان پر زندگی کی ساری راہیں بند کر دی  
 جاتی ہیں، ظلم و بربریت کے واقعات  
 میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسجدوں کے  
 اتر کو موجودہ حکمران ہیلہ سلما کے  
 لئے عداوتیں خیر کرنے پر مجبور کیا جا رہے  
 جاتے، ادارہ کے امام شیخ عمر کو قتل  
 میں اس بنا پر گرفتار کر کے سزا دی  
 گئی کہ انہوں نے جموعہ کے خطبہ میں اس  
 بات کی دعا نہیں کی تھی کہ  
 "اے اللہ ہیلہ سلما کو تو تمام مسلمانوں  
 کے مقابلہ میں فتح و نصرت اور عزت و  
 کامرانی عطا فرما۔"

مسلمانوں کے ساتھ بے رحمانہ اور بے  
 اور ان کا شفا کا قتل چند مثالیں

گذشتہ بیس سال میں مسلمانوں  
 کو جماعتی حیثیت سے جس طرح نیست و  
 نابود کرنے اور انکو فنا کے گھاٹ اتارنے  
 کی کوشش کی گئی، اس کی مثال  
 دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی چنانچہ  
 ۱۹۲۶ء میں حکومت نے عیسائی مشنری  
 کی ایک جماعت (القرفانی) گاؤں میں  
 جو مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے  
 بھجوا تاکہ مسلمانوں کو طاقت کے  
 ذریعہ عیسائی بنایا جائے، ورنہ ان کا  
 صفایا کر دیا جائے، اس گاؤں کے  
 بزرگ شیخ عبدالسلام نے ان کی مخالفت  
 کی تو اس کا انجام یہ ہوا کہ حکومت نے

اس گاؤں پر حملہ کر کے ۷۰ آدمیوں  
 کو فوراً ہلاک کر دیا، اور ان کی تمام  
 جائیداد اور زمینوں پر قبضہ کر کے  
 عیسائیوں کے حوالہ کر دیں، اور  
 گاؤں کے بچے بچے مسلمانوں کو نکال  
 کر وہ پورا گاؤں عیسائی آبادی میں  
 تبدیل کر دیا۔

اسی سال (۱۹۲۶ء میں) (رایا)  
 کے مسلمان قبائل پر حکومت نے فتنا  
 مچا کر، قبائل میں گھس کر مسلمانوں کو قتل  
 کر لیا، جلا لیا گیا، ان کے گھر اور مسجدوں  
 کو بالکل تباہ و سمار کر دیا گیا، اس حادثہ  
 میں ایک ہزار سے زائد مسلمانوں  
 کو قتل کیا گیا، اور باقی کو گاؤں سے  
 نکال کر ان کی تمام جائیدادوں پر قبضہ  
 کر کے عیسائیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔

۱۹۲۷ء میں فوج نے (اوسا)  
 ریاست پر چانگ حملہ کر کے وہاں کے  
 سردار کو قتل کیا، یہ بھی مسلم ریاست  
 تھی، اور تقریباً ایک سو مرد عورتوں کو  
 قتل کر کے ان کے تمام ساز و سامان  
 کو لوٹ لیا گیا، بے شمار گھروں  
 میں آگ لگا دی گئی اور ان کو سمار  
 کیا گیا، اس طرح ہزاروں مسلمان  
 ان گھروں میں زندہ جل کر خاکستر  
 ہو گئے۔

۱۹۲۶ء میں فوج نے (کبائٹا)  
 گاؤں پر حملہ کیا جو مسلمانوں کی آبادی  
 پر مشتمل تھا، اور سینکڑوں آدمیوں  
 کو بے رحمی کے ساتھ قتل کیا گیا اور پورے  
 گاؤں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا،

۱۹۲۷ء میں شیخ عبدالقادر  
 آدم نے اس سرکاری حکم کے خلاف آواز  
 بلند کیا جس میں مسلمان عورتوں کے لئے  
 یہ قانون بنایا گیا تھا کہ وہ فوج کا کھانا  
 تیار کریں اور خود لے جا کر ان ملک  
 پہنچائیں، پھر ان فوجیوں کے ہاتھوں  
 وہ اپنی عفت و عصمت سے محروم ہو جائیں  
 اس مخالفت پر حکومت کو اتنا تلخ آیا  
 کہ اس نے پورے گاؤں کے مردوں کو قتل

اور بچوں کو چھوڑ کر ان میں جمع  
 کر کے اور بڑوں کو چھوڑ کر ان کو  
 زندہ جلا کر خاکستر کر دیا، اس  
 سفاکانہ ظلم میں ۵۰۰ انسانی جانیں  
 ضائع ہوئیں، اور پورا گاؤں عیسائی  
 آبادی میں تبدیل ہو گیا۔

اسی سال (بجوا) گاؤں  
 کے..... مسلمانوں نے حکام کے کھیتوں  
 میں بلا اجرت کام کرنے سے منہ زور  
 نکا ہر کی اور کلیسا کی مجلس اعلیٰ کو ٹیکس  
 دینے سے انکار کیا تو فوراً سرکاری  
 حکم ہو کر ان کو بے رحمی کے ساتھ قتل  
 کر کے ان کی مسجدوں کو بالکل سمار  
 کر دیا جائے۔

شہر (حمر) گاؤں کے مسلمانوں  
 نے مطالبہ کیا کہ ان کو بھی وہی مراعات  
 دی جائیں جو عیسائیوں کو دی جا رہی  
 ہیں، تو اس کو بے رحمی اور دیدہ ویر  
 کا نام دے کر تین ہزار فوج کو  
 حکم دیا گیا کہ وہ شہر پر قبضہ کر کے  
 ان مسلمانوں کو ذلت و رسوائی کا مزا  
 چکھائیں، چنانچہ فوج نے تین دن  
 تک پورے شہر پر قبضہ رکھا اور  
 مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں لوٹ کھسوٹ  
 اور آبروریزی، ایذا رسانی اور ظلم  
 ستم کے وہ مناظر دیکھنے پڑے  
 جو کسی آنکھوں نے نہ دیکھا اور نہ کانوں  
 نے سنا تھا، سات چھینے تک مسلسل  
 یہ سلسلہ قائم رہا تاکہ تمام مسلمانوں  
 کا صفایا کر دیا گیا، ان کی مسجدیں  
 کلیساؤں میں تبدیل ہو گئیں، ان  
 کے اوقاف کلیساؤں کو دے دیے  
 گئے۔

۱۹۲۹ء میں حکومت نے۔  
 (عرقبا) گاؤں کے مسلمانوں کی کچھ  
 زمینیں زبردستی ان سے چھین کر  
 عیسائیوں کو دے دیا تو مسلمانوں نے اس  
 ظلم کی مدافعت کرنا چاہی، لیکن حکومت  
 نے فوج سے حکم کر کے تمام مسلمانوں کو  
 ذبح کر دیا اور ہم آدھیوں کے مرنے

کو ان کے تن سے جدا کر کے کھیلوں  
 میں چھوڑ دیا۔

ان تمام واقعات میں سے ہر ایک  
 وہ حادثہ ہے جو (دادی) سکین میں  
 ۱۹۵۳ء میں پیش آیا، جب کہ حبشی  
 فوج اس منظر کے تمام گاؤں میں گھس  
 کر ان پر قابض ہو گئی، مسلمانوں کو  
 بے رحمی کے ساتھ ذبح کرنا شروع  
 کیا اور ہر مسلمان عورت کی آبروریزی  
 کی، نوجوان لڑکیوں کو ان کے والدین  
 کے سامنے لا کر ان سے جو براء سلوک  
 ممکن ہو سکتا تھا کیا، یہاں تک ان میں  
 کتنی لڑکیوں نے مشہور سے اپنی جان  
 دے دی، علماء اور مشائخ کو پورے  
 ان کو تنگ کیا اور ان کو گڑھوں میں  
 رکھ کر ان کے اوپر کانٹے بچھائے اور  
 بوٹ پھین کر فوج نے ان کے اوپر  
 مار چ کیا، بے شمار معصوم بچوں کو ان  
 کے والدین کے سامنے بوٹ سے پھینک کر  
 ہلاک کر دیا گیا۔

ان وحشیانہ مظالم سے ہزاروں  
 آدمی ہلاک ہوئے، ایذا رسانی کے  
 کیسپ میں ۵۰۰ سے زائد نوجوانوں  
 نے اپنی جان سے ہاتھ دھویا ۵۵  
 اشخاص کو عوام کے سامنے سولی پر بیدار  
 کے ساتھ چڑھایا گیا، اس عمل کے  
 ۱۲ گاؤں میں یہ مظالم جاری رہے۔  
 یہاں تک کہ مسلمان ختم ہو گئے، اور  
 ان کے گھروں اور ان کی بیویوں پر  
 فوج نے قبضہ کر لیا۔

یہاں ۲۱ نوجوان عورتوں کو  
 فوجیوں نے قید کر کے ان کو زبردستی  
 ان کے والدین کے گھر میں رکھا اور  
 مرتد کر کے ان کو اپنے قبضہ میں کر لیا  
 جو مسلمان بچ گئے ان کو بیکار میں  
 پکڑا گیا، ان سے جنگوں میں لڑائیاں  
 سکھانے کا کام لیا گیا اور عیسائیوں  
 کو آرام پہنچانے کے لئے ہر نہایت  
 ان سے لی گئی۔

حبشہ میں مظالم کا یہ سلسلہ

برابر جاری ہے، اور مسلمانوں کو بالکل  
 فنا کرنے کی تمام نفاذیہ باطنی تدبیریں  
 مصروف عمل ہیں، اس کے باوجود  
 بعض عرب ملکوں کے سہراہ حبشہ  
 کے بادشاہ ہیلہ سلما سے دوستی کا  
 دم بھرتے ہیں، اور ان کو اپنے ملکوں  
 میں سرکاری مہمان کی حیثیت سے  
 ہلا کر ان کی عزت افزائی میں کوئی کسر  
 اٹھا نہیں رکھتے، خود بھی ان کے ملک  
 کا دورہ کرتے ہیں، اور اسلام و مسلمانوں  
 پر تو ظلم توڑے جا رہے ہیں اس کی  
 بہت افزائی کرتے ہیں، بلکہ اس کی پوری  
 نفل اپنے ملک کے مسلمانوں کی مانند  
 کرتے ہیں۔

الترجیۃ الاسلامیہ بغداد

**"بھٹی میں"**  
**"تعمیر حیات" لےنے کا پتہ**

جناب سید حمید الدین صاحب  
 زمزم دینی کتب خانہ  
 پہلا مالاروم ۲۵ ۱۵۲ حبشہ  
 اسٹریٹ بھٹی

**راؤ کیلا**  
 (ازلیہ)

جناب مولوی قطب الدین صاحب  
 سکس حسینیہ  
 راؤ کیلا



گذشتہ سے پیوستہ

# قابل توجہ مسئلہ

ایک طالب علم پرسہام ایک رام ایک چمن اور ایک  
 ویشواکریہ اور مندرجہ بالا گنگو کا مالک کیا جائے۔  
 (ریٹیک ریڈر اردو مجسمہ صفحہ ۷۶ ایڈیشن ۱۹۵۲ء)  
 سبق کیا آپ نے دیوالی منائی۔ میرا بھائی اسٹون  
 اپنی بہن جنانہ کے گھر کھانا کھانے جاتا ہے، اس لئے  
 اس دن جنانہ اسٹون کرنے سے اسٹون کو موت  
 کے وقت تکلیف میں نہیں چھینا پڑتا۔  
 (پریچات حصہ دوم صفحہ ۱۳۲ ایڈیشن ۱۹۵۲ء)  
 سبق گنگا۔ جہات کے لوگ گنگا کو بہت مقدس  
 مانتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ گنگا ویشواکریہ  
 کے پھیروں سے نکل کر شیواجی کی چٹائی اور پھیر  
 وہاں سے ہمارے ہاڑ آئی۔  
 (ریٹیک ریڈر اردو مجسمہ صفحہ ۱۳۲ ایڈیشن ۱۹۵۲ء)  
 سبق گنگا کا سورگ سے اترنا۔  
 (ریٹیک ریڈر ہندی سوم صفحہ ۱۱۹ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 گنگا اسٹان کا پورا بیان۔  
 (ریٹیک ریڈر ہندی دوم صفحہ ۸۸ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 سڈول اے بی ای سی میں دی ہوئی مثالوں سے  
 ظاہر ہوگا کہ کس طرح ہندو دھرم و تہذیب کا پرچار  
 کیا جا رہا ہے۔  
 سبق ۱۸ دہکا۔ دہکا دیوی کے حالات دیو بالائی  
 زبان میں۔  
 (حصہ دوم ماہنامہ دیپ صفحہ ۶۶ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)

نوٹ: کسی کتاب میں کسی اور مذہب کی عبارت  
 کا طبع اور تفصیل نہیں لکھی ہے۔  
 ہاری کام دھنیو (گائے) یہ ہاری تانے  
 ..... اس کی سیوا سے ہم پوتر ہوتے ہیں  
 (صفحہ ۸) رگ وہ میں گائے کے بچھڑے تھا بیل  
 کو پتا (باپ) کہا گیا ہے (صفحہ ۱۰) گائے دھرتی  
 مانا کی ماں بھی ہے، وہ ہاری کام دھنیو سے ہلکے  
 لئے پونے کے لائق ہے۔  
 (ساہتیہ جوتنا۔ حصہ دوم صفحہ ۸ تا گیارہ ایڈیشن  
 کرشن سدھانن (نظم) (اُرن ملا سوم  
 صفحہ ۹ تا ۱۰ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 گو چارن کرشن اور جہود کے حالات نظم  
 کئے گئے ہیں۔  
 (اُرن ملا سوم صفحہ ۱۰ و ۱۱ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 وجے وشی۔ جگوان ہیں ایسی اچھی عقل دے  
 اور طاقت عطا کر کہ ہم اپنے وجے وشی ایسے ہتوار  
 کو اچھی طرح فاسکیں۔  
 (ساہتیہ ہانکا دوم صفحہ ۱۵۹ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 نوٹ: یہ عبارت عام بچوں کے لئے ہے  
 مخصوص ہندو بچوں کا تذکرہ نہیں ہے۔  
 ہمارے دوست ہوشیہر (پرسہاد استھان) کا شی  
 اور پریاگ ہندوستان کی جنت انہیں متبرک مقام  
 سمجھتی ہے۔  
 (ریٹیک ریڈر اردو سوم صفحہ ۵۷ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 نوٹ: اس قسم کی عبارت تعدد الکلی  
 گئی ہے تاکہ مسلمان بچے اپنے مقدس مقامات کو قبول  
 جائیں اور کاشی و پریاگ کو عقیدے کے اعتبار سے  
 متبرک سمجھنے لگیں، کاشی اور پریاگ کی بڑائی اور شی  
 خصوصیات سے انکار نہیں، یہ ہندوؤں کے مقدس  
 مقامات ہیں۔  
 سبق میں یہ الفاظ ہونے چاہئے تھے کہ ہندو  
 جنت انہیں متبرک مقام سمجھتی ہے، مگر الفاظ ہندو  
 کی جنت استعمال کئے گئے جس میں مسلمان بھی شامل  
 ایڈیشن ۱۹۶۳ء)

ہو گئے۔  
 جب جب لوگوں کے من میں دھرم کی عزت  
 (انجی لوج) اٹھ جاتی ہے تب تب اس (انجی لوج)  
 کو قائم (سٹیر) کرنے کے لئے نکت انسان  
 (سکھت پورن) اس سنا رہا اتار لیتے ہیں،  
 ..... اسی طرح گو بیوں کی شہ جگت۔  
 (انجی لوج) کے بارے میں جب لوگوں  
 میں عجز اعتمادی (انجی لوج) پیدا ہوتی ہے  
 گو بیوں میں سے ایک نے شاید را دھا ہوں گی۔ میرا  
 کا اقرار لے کر پریم دھرم کی پھر سے بنیاد ڈالی۔  
 (گدیہ گور ورائے ہائی اسکول صفحہ ۴۴ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 سدا کے سفید (مجت) کو یاد کر کے جنم آئیں گے ان  
 ہم اپنے دور رہنے والے مشرول (دوستوں) کو چار دن  
 ایک ساتھ رہنے کیلئے مشرول کرشن کا (انجی لوج)  
 یعنی کرشن کی خوبیوں کا دھیان کر کے کھیلنے کے لئے بنا  
 لیں تو بہت ہی اچت (مناسب) ہوگا۔  
 (گدیہ گور ورائے ہائی اسکول صفحہ ۴۵ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 کینا شالوں (نساں) سے میں مختلف طریقوں  
 (انجی لوج) سے کرشن جیتی منائی جانے  
 گی۔ گھر کے اندر کی زمین اچھی طرح لپ کر سفید  
 پتھر کی کھنی سے اور ابرو وغیرہ سے چمک پورنے کا  
 (انجی لوج) رکھی جائے گی، لڑکیاں گیت  
 گائیں، ریس کھیلیں کرشن جیوں کا بیان طرح طرح  
 سے نظر نشریں کریں، گھر میں کلیو لاکر بیل کر کھائیں  
 جنم آئیں گے ان دن ہندو بندھو کر لوریاں گائیں  
 ہیں لڑکیوں کی مائیں ضرور حقد لیں۔  
 (گدیہ گور ورائے ہائی اسکول صفحہ ۴۶ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 سبق جھلملا۔ اسی سے بھی اتسو (جنتوں)  
 میں سبھی منگل سے (مبارک) آجیوں میں پریم پرمود  
 (خوشی) اور پوجا کے سبھی اوتھ ٹھاٹوں میں دیپوں  
 (چراغوں) کی اجل دکائی جاتی ہے، آسمانوں میں  
 تاروں کی طرح جھلمل جھلمل کرتے ہوئے مٹی کے دیپوں  
 کو ہم لوگ جھلملا کہتے ہیں۔  
 نئے اچھی طرح یاد رہے کہ بیواہ (مشاد)ی  
 کے اتسو (جنتوں) میں ندرہشٹ (انجان) استھان  
 پر پونچنے ہا ہم لوگوں کے سامنے آم کے پتوں سے  
 سجائے ہوئے پاتر میں ایک پر دیپ لے کر ایک ایک  
 البتحت (حاضر) ہونی اور کہا میں جھلملا لانی ہوں  
 (کھتا برائے انٹریڈیٹ کلاسز صفحہ ۱۰۷-۱۰۸-  
 ایڈیشن ۱۹۶۳ء)

## سبق دیوالی یا دیپ مالکا۔

لوگوں کا معمول ہے کہ اس دن مجھ اپنے بستروں  
 سے اٹھ کر سردار بدن کی خوشبودار تیل سے مالش  
 کرتے ہیں اور پھر غسل کرتے ہیں، گھر کے ہر شخص  
 خواہ بچہ ہو یا بوڑھا سب کے لئے ضروری ہے، اگر  
 خوشبو لگا کر غسل کریں عقیدہ ہے کہ اس سے سب  
 گناہ دھل جاتے ہیں، جس طرح گنگا میں استھان  
 کرنے سے دھل جاتے ہیں۔  
 (اڈول پرور سلیکشن ہائی آر، پی گپتا فار ہائی اسکول  
 کلاسز صفحہ ۱۲۸ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 سوال:۔ جیو میثور میں درشن اور پرشاد کا کیا  
 طریقہ ہے؟ اس سلسلے میں پوری تفصیل دی گئی ہے۔  
 کہ کس تیرتھ پر پہلے جانا چاہئے اس کے بعد کس تیرتھ پر  
 جانا چاہئے۔ یا ترا کے آداب بتائے گئے ہیں۔ پرشاد کے  
 تقسیم کی تفصیل بتائی گئی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیولنگ  
 پر جو پرشاد چڑھایا جاتا ہے وہ مرن تقریب سے ہول  
 نہیں کیا جا سکتا۔  
 (اڈول پرور سلیکشن فار ہائی اسکول صفحہ ۴۳-۴۴)  
 ایسے سبق سے عام طالب علم کے علم عقل  
 نوٹ:۔ میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا مگر ہندو کلچر  
 کا پرچار مقصود ہے۔

## تذلول (الف) باہمی منافرت

انگریز نے ہندوستان میں اپنی سامراجیت قائم  
 کرنے اور برسرِ تازہ رکھنے کے لئے جہاں اور بہت سی  
 تدابیر اختیار کی تھیں وہاں تاریخ کے واقعات کو اس  
 طرح پیش کیا تھا جس سے ہندو اور مسلمان میں  
 منافرت کا جذبہ پیدا ہو، ملک میں یک جہتی پیدا کرنے  
 کے لئے ضروری تھا کہ آپس کی منافرت اور کدائی،  
 تاریخ کے وہ معانی جن سے منافرت پیدا ہوتی ہے  
 نکلے جاتے مگر اس معاملے میں سمت بے احتیاطی سے  
 کام لیا گیا ہے، تاریخ کی کتابوں میں نیز دیگر کتابوں (ہزار  
 پورج وغیرہ) میں مسلمانوں اور مسلمان حکمرانوں کے  
 بارے میں جو واقعات لکھے گئے ہیں ان سے سخت منافرت  
 کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے  
 ہے آج نوجوان طلبہ اور نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں منافرت  
 کا جذبہ اتنا بڑھ گیا ہے جس سے پورے ملک کا

اس دن ان مصلحت سے پر گیا ہے۔  
 ملاحظہ کیے اتنی بات مصلحت سے نہیں ہیں۔  
 "دلی کے مسلمانوں میں کچھ باتیں تو ایسی ہیں  
 جو عام طور پر برابر چلتی رہیں۔ جیسے  
 ہندوؤں کو اونٹنے چھدے نہ دینا ضروری  
 کو شٹ جھرشٹ کرنا اور ہندوؤں سے  
 جزیہ وصول کرنا۔" (ہمارا اتھاس  
 { حصہ دوم صفحہ ۲۳ ایڈیشن ۱۹۶۳ء }  
 { حصہ دوم صفحہ ۲۴ ایڈیشن ۱۹۶۳ء }  
 نوٹ:۔ دلی کے مسلمانوں کی خوبیوں پر پردہ  
 ڈالا گیا ہے اور برائیاں منسوب کی  
 گئی ہیں۔  
 "مندروں کو نشہ پھرت کر کے شوخ زوی  
 نے سدا کے لئے تمام ہندوؤں کے دل میں  
 اسلام کے لئے نفرت کے جذبات پیدا  
 کر دیے۔"  
 (ہمارا اتھاس حصہ دوم صفحہ ۵ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 عبارت بالا پڑھنے کے بعد قومی کمیٹی کا  
 نوٹ:۔ کا کوئی امکان نہیں رہتا بلکہ نفرت  
 اور عداوت کے جذبات ابھرتے ہیں۔  
 "قطب الدین ایک اور التمش نے سیکڑوں  
 مندروں کو توڑ ڈالا اور ان کے پتروں سے سبھی  
 بنوائیں۔  
 (ہمارا اتھاس دوم صفحہ ۳۶ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 "بلیں نے دو آبلے کے ہندوؤں کو بڑی بے رحمی  
 سے دبا یا اٹھ سال سے زیادہ عمر کے مردوں کو مرد ڈالا  
 اور عورتوں کو لونڈی کھینے کے لئے مجبور کیا۔"  
 (ہمارا اتھاس دوم صفحہ ۱۱۹ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 "ہندوؤں کو مسلمان بنانے اور شیو مسلمانوں  
 کو کھیلنے کی پالیسی نے اس (فیروز تغلق) کو بدنام کیا۔"  
 (ہمارا اتھاس دوم صفحہ ۲۹ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 "اورنگ زیب نے ایک بچے کو مسلمان کے روپ  
 میں راج کرنا چاہا جب اسے موت ملا تو وہ فرسینوں  
 جیسے ہندوؤں، شیو و صوفی مسلمانوں کے خلاف  
 قدم اٹھانے میں زور کا اورنگ زیب نے حکم دیا کہ۔  
 ہندوؤں کے مندروں کو گرادیا جائے، ان کی قبلات ان

کے کسم و رواجوں کو مٹایا جائے۔ ہندوؤں کو مکارا  
 نو کریوں سے محروم کرنا شروع کیا اور مسلمان بننے  
 کے لئے انہیں ادب کے عہدے دینے کے لالچ دے۔"  
 (ہمارا اتھاس دوم صفحہ ۱۱۸ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 "گردیہ تھنہ ہار نے اورنگ زیب کے مذہبی نظامت  
 تنگ آکر بادشاہ کی مخالفت کی ان سے مسلمان ہونے  
 یا سر دینے کے لئے کہا گیا گردیہ نے سر دے دیا  
 مگر دھرم نہیں دیا۔"  
 (ہمارا اتھاس دوم صفحہ ۱۱۸ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 مصنف رام چرن دیارتھی  
 "اس وقت دلی کے بادشاہ سے لڑائی (۱۷۵۷ء)  
 کرنا نہیں چاہتے لیکن ایک راجپوت مکاری ایک ہندو  
 کنیا کی عزت (انجی لوج) کا کشا (مخالفت)  
 کا سوال ہے، آج ہما کا بچہ روپ لگ گیا ..... کا  
 ایک پتر (خط) لے کر روپ لگ سے دست (نامبر)  
 آیا ہے، راج مکاری نے کہا ہے ..... دلی  
 کا بادشاہ اورنگ زیب مجھ سے بیاہ کرنے آ رہا ہے۔  
 لیکن وہ میرا استھی مال (-) ہے۔  
 ہما پائیں گے۔  
 (پریچات سوم صفحہ ۵۳ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 نوٹ:۔ اورنگ زیب کے خلاف اس سے بڑا  
 بہتان نہیں ہو سکتا۔  
 سبق پر تقوی راج کی آنکھ۔ پر تھوکارا راج کے تہ  
 کی حالت میں طرح طرح کے مظالم کی داستان  
 پر تقوی راج کی آنکھیں نکالنا  
 "دو گرم سو بے میری آنکھوں کے سامنے لائے گئے تھے  
 ان کی گرمی دھی سے دھی سے ہاں آتی ہوئی جان بڑھا  
 ..... ایک لمحہ میں انہوں نے گرم سو بوں سے میری کچل  
 کو چھید ڈالا میری تیلیوں کو جلا کر .....  
 (گدیہ کتا بار صفحہ ۲۹ تا ۳۰ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 ایسے واقعات لکھنے کے بعد قومی کمیٹی کی امید  
 نوٹ:۔ کرنا مصلحت نام خیالی ہے، کھینے والا مستند  
 مورخ بھی نہیں ہے اور کس مستند تاریخی کتاب کا حوالہ  
 ہے۔ جھلا اس سے مثل لوگ یا کوئی بھی کیسے ڈرنے لگے  
 اس لئے ہم پر آگتھات برآگتھات (مظالم پر مظالم)  
 ہوتے۔ (گدیہ کتا بار صفحہ ۲۹ تا ۳۰ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)  
 "پر تقوی راج کی آنکھوں میں محرومی نے نکل جھرا دیا۔"  
 (گدیہ کتا بار صفحہ ۵۶) "بمبارق"

تصور کی نظر کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے  
 شب تاریک میں بھی چاندنی معلوم ہوتی ہے  
 نصیب دشمنان تیری علالت کی خبر سنکے  
 چمن کی ہر کلی ہمیں ساری معلوم ہوتی ہے  
 محبت میں عبث ہی موت کی حسرت نہیں ہوتی  
 محبت انتقام زندگی معلوم ہوتی ہے  
 تری بیگانگی کا اب کوئی شکوہ نہیں تجھ سے  
 تری بیگانگی تیری خوشی معلوم ہوتی ہے  
 یہ کس منزل پہلے آئیں مری مایوسیاں مجھ کو  
 جہاں منزل بھی اب اک گردی معلوم ہوتی ہے  
 مبادا بجھ نہ جاے شعلہ دل شام تنہائی  
 کہ جلتے دل ہی میں کچھ روشنی معلوم ہوتی ہے  
 پس ترک تعلق بھی تڑپ اٹھتا ہے دل اکثر  
 کہیں تو کوئی چنگاری دبی معلوم ہوتی ہے  
 ادائے بندگی سے جب تم پر غور کرتا ہوں  
 تو یہ بھی تیرے بندہ پروردی معلوم ہوتی ہے  
 تعجب ہے کہ جس نے غم دیا اپنی محبت کا  
 اسی کو اب مرے غم پر ہنسی معلوم ہوتی ہے  
 خدا ہی آبرؤ رکھے مرے راز محبت کی  
 نگاہ پاسباں بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے  
 عبث بندگی حالات کا شکوہ نہ کرنا داں!  
 یہاں کیا چیز ہے جو دائمی معلوم ہوتی ہے  
 عجب کیا انکی خاموشی بھی کوئی راز ہو آخگر  
 کہ معنی انخیزان کی خاموشی معلوم ہوتی ہے



آخگر  
 مشتاقِ حرم آبادی  
 ندوی  
 "مینگر و زلاج"  
 رحیم آباد  
 ضلع کھٹو

# ماہ شعبان کے فضائل و اعمال

انمول لطفے التحینہ حرم

ہم نے ماہ معظم شعبان کا کچھ حصہ  
 غفلت اور سبکدوشی میں گھس دیا ہے اب  
 شب برأت قریب ہے اس کی برکتوں کو  
 سمجھنے کے لئے آپ سورہ دخان اور سورہ  
 متسک ان آیتوں پر غور کیجئے، اللہ  
 تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 "ہم نے قرآن کو لوح محفوظ سے لے کر  
 دنیا پر ایک برکت والی رات میں اتارا  
 ہے اور ہم کو انذار قوم کے لئے یہ کام  
 کرنا ہی تھا، اس مبارک رات میں ہمارا  
 پر فیصلہ جو سراسر حکمت ہے، ہمارے  
 حکم سے طے کیا جاتا ہے، ہم آپ کو رسول  
 بنانے والے تھے جو دنیا کے لئے مہر مہر  
 رحمت ہمارا رحمت ہے، بیشک اللہ بڑا  
 سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہم نے ہر  
 چیز کو قدر یعنی اندازے سے پیدا کیا، اور  
 ہر ایک حکم امر سے خلق کی صورت یک  
 بارگی اس طرح جلد اختیار کر لیتا ہے،  
 جیسے نگاہ کی لپک اور اس نے ممکنات  
 میں سے ہر چیز کو پیدا کیا، چھب سب کا  
 الگ الگ اندازہ رکھا کہ ہر ایک کے آثار  
 و خواص جدا جدا ہیں۔ اب آپ اس  
 مبارک دن رات کے متعلق چند حدیثیں  
 سنئے۔  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 فرمایا کہ جب شعبان کی چند ہوس رات  
 آجائے تو اس میں قیام لیں اختیار کر دو  
 اور پندرہ شعبان دن کو روزہ رکھو،  
 قیام لیں سے مراد بے نغلیں پڑھنا،  
 قرآن مجید پڑھنا، ذکر اللہ کرنا، خدا سے  
 دعا میں مانگنا، قیام لیل کی وجہ سے  
 یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس رات

میں سارے دنیا کی طرف نزولِ جلال فرما کر  
 فرماتا ہے۔ کہ کوئی گناہوں سے معذرت  
 چاہنے والا ہے؟ تو میں اسے بخش دوں  
 کوئی رزق کا طالب ہے تو میں اسے روزی  
 عنایت کر دوں، کوئی بیمار کی سے شفا  
 پاتا ہے تو میں اسے صحت و عافیت  
 عنایت کر دوں! اسی طرح تمام حاجتوں  
 کے متعلق خدا کی جناب سے پکار ہوتی  
 رہتی ہے اور یہ رحمت و برکت طلوع  
 فجر تک جاری رہتی ہے۔  
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
 سے روایت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم میرے حجرے میں شب بائیں  
 تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام  
 تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ  
 رات پندرہ شعبان کی رات ہے، اور  
 اس شب میں نبی کلب (جن کے پاس  
 بیشمار بکریاں تھیں) — بھیر بکریوں  
 کے باؤں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ اپنے  
 گناہگار بندوں کو جہنم کی آگ سے نجات  
 دیکھا، لیکن چند ایسے گناہگار ہیں جن  
 کی طرف اللہ اپنی رحمت کی نظر اس  
 رات میں بھی نہ فرمائے گا، ان میں  
 ایک مشرک ہے، دوسرے کبیر کش  
 ہے تیسرے فاطمہ جسم ہے، چارویں  
 فرعون ہے، ذی رحم وہ لوگ ہیں جن  
 تعلق ماں باپ کا طرف سے ہے، جیسے  
 جانی، بہن، بھتیجی، بھتیجی، بھتیجی،  
 بھتیجی، یا ان سے تعلق دادا، دادی،  
 نانا، نانی، کی جانب سے ہے جیسے چچا  
 پھوپھی، خالہ، ماموں، چچے، منکر  
 ہے، پاپوں، ماں باپ کے نافرمان ہیں  
 جیسے مہر دم شراب میں مست رہنے

رکھتے ہیں وہ جہاں اور جان کی قربانی  
 اس آقا و عمل کے ساتھ یہ قربانی ہر طرح  
 وابستہ ہے کہ اس کو علیحدہ شمار نہیں  
 کیا جاسکتا ہے، پہلا قدم اتنا ہے اور  
 دوسرا قدم قربانی ہے اور یہ دونوں  
 قدم اکٹرا کر تیب اور آہنگ اور وقت کے  
 ساتھ اٹھنا چاہیے، ایک طرف جب جاہ  
 کی قربانی ہے دوسری طرف مال کی اور  
 ان دونوں قربانیوں پر خدا کے ان لفظ  
 کی تکمیل ہوتی ہے جس پر سرقرانی اور  
 عزت و سربلندی کا وعدہ اور نجات و  
 کامرانی کا فیصلہ ہے۔  
 مال کی قربانی اس وقت پر ہے کہ  
 ہمارے وہ سرمایہ دار جن کے سامنے بھی اس  
 قدر بے جگری اور قیامت کیسا خراج کرنا شروع  
 نہیں آیا تھا اسوقت دالہاں طور پر آگے نہیں  
 اور امت کی ضروریات پر بے دریغ اپنا پیسہ  
 حشر کر کے اور اپنی مستحقہ قیادت کی  
 ہر آواز پر لبیک کہیں، وہ کسی مجلس، کسی  
 جماعت کی قیادت کے لئے نہیں لڑنے کیلئے  
 قربانی ہیں اور اس کا صلہ اللہ تعالیٰ ہی سے  
 طلب کریں اپنے جیسے مجبور انسانوں سے  
 نہیں۔  
 وہ یہ ممکن کریں کہ اسوقت دل کھول کر  
 خرچ کرنا اور خدا اور رسول اور امت سے  
 اپنی سچی محبت کا عملی ثبوت پیش کرنے کا وقت  
 ہے وہ یہ سمجھیں کہ صرف عائشہ صدیقہ  
 بنوانا، صحیح صحیح کرنا، اور حج بدل کر دینا ہی  
 دین کی خدمت نہیں، اسوقت اس سے بہرہ  
 ضروری کام ہیں جیسے مسلمانوں کی تعلیم  
 اور نئی نسل کو مشرکانہ تہذیب سے محفوظ رکھنے کا  
 مسئلہ، مسلمانوں کے پاس اور ان کی قربانی  
 مسئلہ، چنانچہ انکو جو لیاں بھر بھر کر لٹا جائے  
 اور کسی جذبہ احسان اور نسیل کے بغیر۔  
 وہ اس بات کو خوب سمجھیں کہ اس وقت  
 و فضول خرچی، نام و نمود اور شادی کی  
 تقریبات پر اپنا وہ پیسہ بانی کی طرح ہانکنا  
 وقت بھی جائز تھا اور اس زمانہ میں اس میں  
 بے شرمی بلکہ بے عقلی کے ساتھ وہی تکمیل  
 کیلئے رہنا آخر کار وہ کئی افسانے بنتے

بیت

### گوشہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

دارالعلوم میں نومبر ۱۹۶۶ء سے سالانہ امتحان شروع ہونے والے ہیں جن کا سلسلہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۶ء تک جاری رہے گا۔ ۸ دسمبر ۱۹۶۶ء سے دارالعلوم میں رمضان المبارک کی تعطیل شروع ہو جائے گی، جس میں طلبہ اپنے اپنے وطن واپس ہوں گے، رمضان المبارک کے بعد ۵ مئی سے پھر نئے ترمیمی سال کا آغاز ہوگا۔

دارالعلوم سے رمضان المبارک کے سلسلہ میں ہر سال "سفرۃ" مالی اعانت کے حصول کے لئے نکلے ہیں جس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے، مولانا محمد ہاشم صاحب (سیفندۃ العلماء) گجرات کے علاقہ گجرات پر حسب معمول سفر کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

مالیگاؤں: منشی محمد انظر علی صاحب (سابق منجر تعمیرات) مالی گاؤں دھولیہ، نواپور کے سفر کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

۲۰ شبان المنظم تک روانہ ہونے والے ہیں۔ ان علاقوں کے ہمدرد اور محیر و مناوین حضرات سے استدعا ہے کہ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

بجنور والہ آباد: مولوی عبد الرشید صاحب رمضان المبارک سے قبل ایک دورہ منبر فی اضلاع کا کرتے ہیں اس لئے وہ بجنور اور الہ آباد کے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں۔

نوٹ ہے کہ ان مقامات کے حضرات بھی موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

از عبد السمیع ندوی

### شرائط ایجنسی

- ۱) ۵۰ کا پیوں سے کم پرا ایجنسی نہیں جاری کی جائے گی۔
- ۲) عذر فی کاپی زرضمانت پیشگی آنا ضروری ہے۔ یہ رقم بل کی رقم میں دیکھ کر کی جائے گی۔ ایجنسی بند کرنے کا شکل میں یہ رقم واپس کر دی جائے گی۔
- ۳) بل کی رقم کی روانگی کے اختراجات ایجنٹ کے ذمہ رہے گی۔ پریچ کی روانگی کے کل اختراجات ادارہ کے ذمہ رہے گی۔
- ۴) اگر آئندہ ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کا بل ادا نہ کیا گیا تو دس تاریخ کا شمارہ بذریعہ وی پی بھیجا جائے گا۔ وی پی کے اختراجات ایجنٹ کے ذمہ ہوں گے، وی پی کی عدم وصولی پرا ایجنسی بند کر دی جائے گی۔
- ۵) غیر فروخت کاپیاں واپس نہ لی جائیں گی۔
- ۶) ۲۵ کا پیوں تک ۲۵ فیصد کمیشن دیا جائے گا۔
- ۷) ۲۵ کا پیوں سے زائد پر ۳۳ فیصد کمیشن دیا جائے گا۔

### اردو، فارسی، عربی، کمی کتابوں کا ذخیرہ

آپ کو جس پرانی کتاب کی ضرورت ہو اس کے متعلق ہیں کہیں، ہم آپ کو مہیا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور آپ کو اپنی ماہوار شائع ہونے والی نسبت کتب مفت روانہ کرتے رہیں گے۔

مولنہ سے بھگتاپو۔ بس ایوں یوپی (انڈیا)

### بقیہ ادارہ "صفرہ ۱۵"

اور اسلام و مسلمانوں سے بے تعلقی کی علامت ہے، اور اس پر (خدا نخواستہ) سخت عتاب کا خطرہ اور سخت گرفت کا اندیشہ ہے۔

یہ ہمارا اس منزل کے نئے تقاضے ہیں، اور ملک و ملت دونوں کی صحیح خدمت یہ ہے کہ ان تقاضوں سے مسلمانوں کو پوری طرح آگاہ کیا جائے اور اس راہ کو آسان اور شست ازہام کیا جائے کہ کوئی فرد بھی اس سے محروم اور نا آشنا نہ رہے اور سب اپنی منزل کا صحیح شعور رکھتے ہوئے مقدمہ طور پر قدم سے قدم ملا کر اور اپنے شخصی و گروہی مفادات کو مٹا کر آگے بڑھیں اور پھر توفیق خداوندی و نصرت الہی کا کاشف و کھینچیں۔

**شربت نزلہ**

نزلہ زکام اور کھانسی کی مجرب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ہر حالت میں فائدہ ہوتا ہے۔

دوا خانہ طبیک کیمیکل پریپریٹوٹری ملٹی پرائیمریز

اسٹاکسٹ کے خواشمند حضرات خط و کتابت کریں۔

سولہ ایجنسیاں

(۱) ایم، ایس، نظریہ پانس سلطان منزل چمن گنج کاپور

(۲) اودھ خیرل اسٹورس امین آباد گھنٹو

پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر مسید محمد کھنسی نے شاہی پریس میں چھپوا کر دفتر ترمیمات ندوۃ العلماء سے شائع کیا